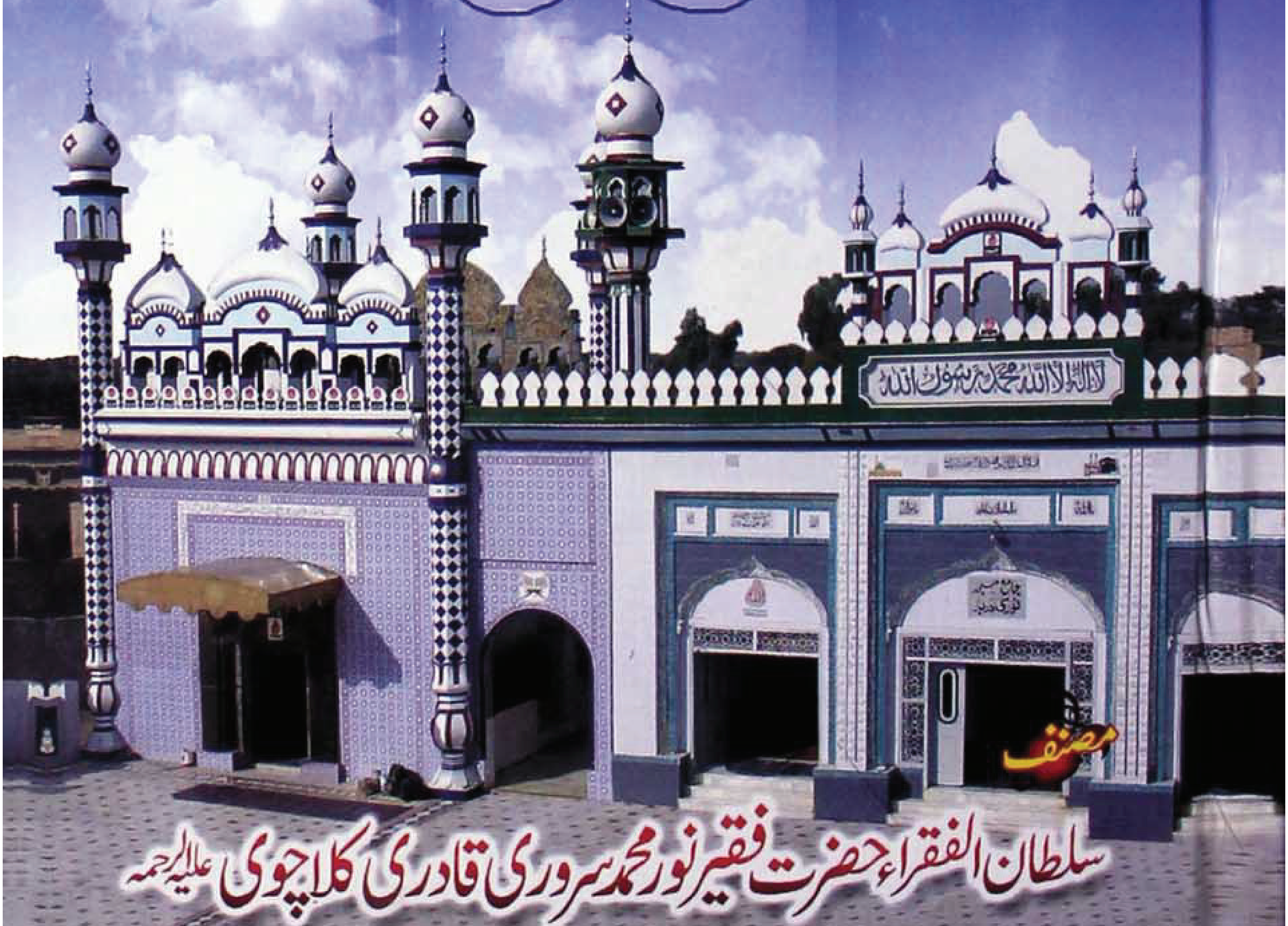
عرفان

(حصہ اول)

اللہ جل جلالہ



مصنف

سلطان الفقراء حضرت فقیر نور محمد سروری قادری کلاچوی علیہ الرحمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے خدا نورِ محمد ﷺ کو درخشاں کردے ۔ نورِ عرفان سے دنیا میں چراغاں کردے
سینہ سینہ ہو ہر اک آنکھ ہو بینا جس سے ۔ خامہ مثلِ یدِ بیضا مرا تاباں کردے

عرفان

حصہ اول

مصنف

سلطان الفقراء حضرت فقیر نور محمد سروری قادری کلاچوی علیہ الرحمہ

نوری روحانی تحریک حلقہ کراچی

نام کتاب	عرفان (حصہ اول)
مصنف	حضرت فقیر نور محمد سروری قادری کلاچوی
اشاعت	اٹھائیسویں (ستمبر 2008)
تعداد	1000
کمپیوٹر کمپوزنگ	ثاقب عبدالرحیم، کاشف کھیانی
قیمت	[redacted]
پرنٹر	حسن پرنٹنگ پریس
فوٹو کمپوزنگ	الرضا گرافکس
ٹائٹل ڈیزائننگ	محمد فرحان قادری (داتا پرنٹرز)

ملنے کا پتہ

فقیر عبدالحمید سروری قادری

نوری دربار کولاچی ڈیرہ اسمٰعیل خان

محمد صدیق کھیانی (ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

ناظم نوری روحانی تحریک حلقہ کراچی

3۔ میزانائن فلور ہملٹن کورٹ G-2 بلاک 7 کلفٹن کراچی۔ 75600

Ph : 021-5863443 Cell : 0300-2681263

Email : noori_roohani_tehrik@yahoo.com

noori.r.tehrik@gmail.com

حضرت رسالت مآب ﷺ یمن کی طرف مُنہ کر کے حضرت اویس قرنیؒ کے دل کی باطنی ریح اور بو محسوس کر کے فرمایا کرتے کہ:

اِنِّیۡ لَاَجِدُ رِیۡحَ الرَّحۡمٰنِ مِنۡ قِبَلِ الۡیَمَنِ

ترجمہ:۔ ''یعنی مجھے یمن کی طرف سے صفتِ رحمٰن کی بو اور ریح آتی ہے''۔ ان ہر دو کلمات میں ریح یعنی ہوا کے لفظ میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ انسانی خیالات اور دل اور روح کی بو اور صفت کا ریح یعنی ہوا کے ساتھ گہرا تعلق ہے یہاں یہ بات بھی واضح کر دینی لازمی ہے کہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اس قسم کا باطنی کشف انبیاء اور اولیاء کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی معین اور خاص ضروری موقع کے لیے عطا کیا جاتا ہے یعنی انہیں یہ باطنی بصیرت اور کشفی کمال ہر وقت اختیاری طور پر حاصل نہیں ہوتا لیکن یہ خیال غلط ہے۔ جس طرح ہمیں دُنیا میں مادی حواس دائمی طور پر حاصل ہیں کہ جس وقت اور جہاں چاہیں۔ ہم ان سے مادی اشیاء کو معلوم اور محسوس کر سکتے ہیں اسی طرح باطنی حواس بھی خدا کے خاص بندوں کو اللہ تعالیٰ وہبی طور پر ہمیشہ کے لئے عطا کرتا ہے کہ جس وقت اور جہاں چاہیں انہیں استعمال کر سکتے ہیں۔ اور اُن سے استفادہ کرتے ہیں ہاں یہ اور بات ہے کہ اللہ تعالیٰ بعض باتیں اپنے خاص مقبول بندوں سے مصلحتاً چھپا رکھتا ہے جیسا کہ گھر کا مالک اپنے گھر کے بندوں سے بعض چیزیں چُھپا رکھتا ہے یا بعض اُمور مصلحتاً اُن سے پوشیدہ رکھتا ہے یا بعض دفعہ انسان ایک طرف دیکھ رہا ہوتا ہے۔ تو دوسری طرف کی چیزیں اُسکی نظروں سے اوجھل ہو جاتی ہیں۔

انسان خواہ باطن میں خواص انبیاء عظام ہوں یا اولیاء کرام اور خواہ ظاہر بین عوام ہوں ان کے علوم اور احساس کا دائرہ محدود ہوا کرتا ہے اور خواہ کوئی انسان کتنا ہی عظیم المرتبہ اور منزہ صفات کیوں نہ ہو جائے اور کتنا ہی اللہ تعالیٰ کے قریب اور اس سے واصل ہو جائے اور اس کی ذات میں فنا اور بقا حاصل کر کے اُسکے ساتھ زندۂ جاوید ہو جائے وہ پھر بھی حدوث اور امکان کے داغ سے داغدار رہتا ہے اور یہ داغ ہمیشہ کے لئے اُس سے کبھی نہیں مٹ سکتا۔ ہاں اللہ تعالیٰ کے

خاص بندوں پر گاہ گاہ اللہ تعالیٰ کی ذاتی، صفاتی، اسمائی اور افعالی تجلیات کا نزول ہوتا ہے اور وہ حسب حیثیت اپنے باطنی ظرف کے مطابق اللہ تعالیٰ کے انوار کا انعکاس قبول کرتے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کے ان مقبول بندوں پر اُس خاص حالت میں اللہ تعالیٰ کا اطلاق ہوسکتا ہے۔ اور ان کے قول فعل اور عمل کو اللہ تعالیٰ کا قول، فعل اور عمل کہہ سکتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ پر کسی حالت میں بندے کا اطلاق نہیں ہوسکتا اس لئے قرآن کریم میں آیا ہے۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ط (المائدہ،۷۲)

ترجمہ:۔ "یعنی وہ لوگ کافر ہیں جو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مسیح بن مریم بن گیا ہے"۔

یعنی اللہ تعالیٰ مسیح بن مریم کے انسانی رُوپ میں آ گیا برخلاف اس کے اگر یوں کہا جاتا کہ ابن مریمؑ نے خدائی نور اور روح القدس سے بھر کر خدائی کام کئے تو یہ کفر کی بات نہیں۔ اوّل الذکر لوگ حلول کے قائل ہیں اور یہ مذہب اہلِ اوتار کا ہے جو کہتے ہیں کہ خدا کبھی کبھی انسانی بھیس میں دُنیا میں آتا ہے اور مؤخر الذکر لوگ اس اعتقاد کے قائل ہیں۔ جو صحیح بخاری کی اس حدیث سے واضح ہے۔

يَتَقَرَّبُ الْعَبْدُ اِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰى اَكُوْنَ عَيْنَيْهِ يَنْظُرُ بِيْ وَ اُذُنَيْهِ يَسْمَعُ بِيْ وَ اَيْدِيْهِ الَّذِيْنَ يَبْطِشُ بِيْ وَ لِسَانِهِ الَّذِيْ يَنْطِقُ بِيْ الخ. (بخاری)

ترجمہ:۔ "بندہ زائد عبادت اور اطاعت سے میرے نزدیک ہو جاتا ہے۔ یہاں تک میں اس کی آنکھیں ہو جاتا ہوں۔ وہ مجھ سے دیکھتا ہے اور اس کے کان بن جاتا ہوں وہ مجھ سے سنتا ہے اور اس کے ہاتھ ہو جاتا ہوں وہ مجھ سے پکڑتا ہے۔ اور اس کی زبان ہو جاتا ہوں وہ مجھ سے بولتا ہے الخ" قرآن کریم میں بھی اس حدیث کے مطابق آیتیں موجود ہیں۔

قولہ تعالیٰ:

وَ مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰىo اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى (النجم، آیت ۴)

ترجمہ:۔ "یعنی میرا نبی ہوا سے نہیں بولتا بلکہ اس کا بولنا عین اللہ تعالیٰ کی وحی اور القاء ہے"۔

قولہ تعالیٰ: وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ج (الانفال، آیت ۱۷)

ترجمہ۔ ''اے میرے نبی! تو نے کافروں کی طرف کنکریاں نہیں پھینکیں تھیں بلکہ وہ خود اللہ تعالیٰ نے پھینکیں تھیں''۔ قولہ تعالیٰ:

اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ط يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ج (الفتح، آیت ۱۰)

ترجمہ:۔ ''اے میرے نبی! جو لوگ تیری بیعت کرتے ہیں وہ عین اللہ تعالیٰ کی بیعت کرتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ تیرے ہاتھ کے اوپر ہے''۔ سو اس قسم کا اعتقاد آیات اور احادیث سے صحیح اور درست ثابت ہے۔

گفتۂ اُو گفتۂ اللہ بُوَد گرچہ از حلقوم عبداللہ بُوَد
ہر کہ خواہد ہم نشینی با خُدا او نشیند در حضورِ اولیاء
اولیا اللہ واللہ اولیا ہیچ فرقے درمیاں نہ بُوَد روا
(رومیؒ)

ترجمہ:۔ ''جو لوگ اللہ تعالیٰ کی ذات میں فنا حاصل کر لیتے ہیں یعنی اپنی ذات کو بالکل مٹا کر اللہ تعالیٰ کی ذات سے واصل ہو جاتے ہیں۔ اس وقت وہ جو کچھ کہتے ہیں وہ ایک طرح پر اللہ ہی کا کہنا ہوتا ہے چاہے وہ اس بندے کے منہ سے ہی نکلتا ہے''۔

اور کسی بزرگ کا یہ قول اس کے مطابق ہے۔

مردان خدا خدا نہ باشند لیکن ز خدا جُدا نہ باشند

ترجمہ:۔ ''خدا کے مقبول بندے خدا تو نہیں ہوتے لیکن وہ خدا سے جدا بھی نہیں ہوتے''۔

اس کا اردو ترجمہ یوں کیا گیا ہے۔

آدم کو خدامت کہو آدم خدا نہیں لیکن خدا کے نو ر سے آدم جدا نہیں
(داغؔ)

حضرت یعقوب علیہ السلام کے مصر سے پیراہنِ یوسفی کی بُو معلوم اور محسوس کرنے کے ضمن میں یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ یعقوب علیہ السلام کو یوسف علیہ السلام کا مطلق کوئی علم نہ